چہرے کا پردہ

واجب' مستحب یا بدعت؟ (۷)

تحریر: حافظ محمد زبیر

(گزشتہ سے پیوستہ)

حنابلہ اور چہرے کا پردہ

متقدمین ومتاخرین حنابلہ کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔ امام احمد سے اگر چہ اس بارے میں دو اقوال مروی ہیں' ایک یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور دوسرا یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' البتہ فقہ حنبلی سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر ائمہ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی کو امام احمد کی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسرے قول کے بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ امام احمد کا یہ قول عورت کے اس ستر کے بارے میں ہے جو کہ وہ نماز میں اختیار کرے گی۔

نماز سے باہر عورت کا ستر

امام احمد نماز سے باہر عورت کے سارے جسم کو ستر میں شمار کرتے ہیں۔

۱) امام ابو بکر الخلال فرماتے ہیں:

ا) اخبرنی منصور بن الولید :ان جعفر بن محمد حدثهم قال سمعت ابا عبد الله یقول کل شی ء من المرأة عورة حتی ظفرها (۱۸۷)

''مجھے منصور بن ولید نے خبر دی کہ جعفر بن محمد نے ان سے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ سے سنا' آپ کہتے ہیں کہ عورت کی ہر چیز ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں''۔

ب) أخبرنی حرب بن اسماعیل قال قیل لاحمد الرجل یکون فی السوق یبیع

ویشتری فتأتیه المرأة تشتری منه فیری کفها ونحوذلك فکره ذلك وقال کل شی ء من المرأة عورة قیل له فالوجه؟ قال اذا کانت شابة تشتهی فانی اکره ذلك وان کانت عجوز اوجزت [١٨٨]

''مجھے اسماعیل بن حرب نے خبر دی کہ امام احمد سے سوال کیا گیا کہ آدمی بعض اوقات بازار میں ہوتا ہے' خرید وفروخت کرتا ہے' اس کے پاس عورت بھی آتی ہے جو کہ اس سے مختلف چیزیں خریدتی ہے' وہ مرد اس کی ہتھیلی اور اس طرح جسم کے دوسرے اعضاء بھی دیکھتا ہے۔ امام احمد نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ عورت کا سارا جسم ستر میں داخل ہے۔ آپ سے دوبارہ سوال ہوا کہ چہرے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب عورت نوجوان ہو اور اسے دیکھ کر شہوت کے جذبات پیدا ہوتے ہوں تو میں اسے بھی ناپسند کرتا ہوں' اور اگر عورت بوڑھی ہے تو میرے نزدیک جائز ہے''۔

٢) علامہ ابن تیمیہ مجموع الفتاوی میں ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقیل یجوز النظر لغیر شهوة الی وجهها ویدیها وهو مذهب ابی حنیفة والشافعی وقول فی مذهب احمد وقیل لا یجوز وهو ظاهر مذهب احمد فان کل شی ء منها عورة حتی ظفرها وهو قول مالك [١٨٩]

''ایک قول تو یہ ہے کہ عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے' یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ امام احمد سے بھی ایسا ایک قول مروی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ یہی امام احمد کا مشہور مسلک ہے' کیونکہ عورت کا سارا جسم ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی۔ امام مالک کی بھی رائے یہی ہے۔''

٣) علامہ ابن جوزی آیۂ مبارکہ ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد نص علیه احمد فقال الزینة الظاهرة الثیاب وکل شی ء منها عورة حتی الظفر ویفید هذا تحریم النظر الی شی ء من الاجنبیات لغیر عذر فان کان لعذر مثل ان یرید ان یتزوجها او یشهد علیها فانه ینظر فی الحالین الی وجهها خاصة فاما النظر الیها لغیر عذر فلا یجوز لا لشهوة

ولا لغيرها وسواء فى ذلك الوجه والكفان وغيرهما من البدن (۱۹۰)

''امام احمد نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد کپڑے ہیں اور عورت کا سارا جسم ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر عذر کے دیکھنا حرام ہے۔ اگر یہ عذر کے ساتھ ہو' مثلاً شادی یا گواہی کی غرض سے دیکھنا' تو ایسی صورت میں صرف عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ لیکن بغیر عذر کے عورت کے چہرے کو شہوت یا بغیر شہوت کے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس مسئلے میں چہرہ' دونوں ہاتھ اور جسم کے باقی اعضاء سب کا ایک ہی حکم ہے۔''

۴)امام بہوتی فرماتے ہیں:

(والوجه) من الحرة البالغة (عورة خارجها) اى الصلاة (باعتبار النظر كبقية بدنها) (۱۹۱)

''اور بالغ آزاد عورت کا چہرہ بھی نماز سے باہر دیکھنے کے اعتبار سے ستر میں داخل ہے جیسا کہ اس کے باقی سارے بدن کا حکم ہے''۔

۵)علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾

دليل على ان الحجاب انما امر به الحرائر دون الاماء(۱۹۲)

''آیت ﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ اس بات کی دلیل ہے کہ حجاب کا حکم آزاد عورتوں کے لیے تھا' جبکہ لونڈیوں کے لیے یہ حکم نہ تھا۔''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وثبت فى الصحيح ان المرأة المحرمة تنهى عن الانتقاب والقفازين وهذا مما يدل على ان النقاب والقفازين كانا معروفين فى النساء اللاتى لم يحرمن وذلك يقتضى ستر وجوههن وايديهن(۱۹۳)

''اور صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حالت احرام میں عورت کو نقاب پہننے اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں ان عورتوں میں معروف تھا جو کہ

حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں' اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپ کر رکھیں''۔

ایک اور جگہ ''یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد حکی ابوعبیدة وغیرہ انھا تدنی من فوق رأسھا فلا تظھر الا بعینھا ومن جنسہ النقاب فکن النساء ینتقبن وفی الصحیح ان المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازین فاذا کن مأمورات بالجلباب لئلا یعرفن وھو ستر الوجہ اوستر الوجہ بالنقاب کان الوجہ والیدان من الزینة التی امرت الا تظھرھا للأجانب (۱۹٤)

''ابوعبیدہ وغیرہم نے بیان کیا ہے کہ عورت اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے لٹکائے گی اور اپنی ایک آنکھ کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ کرے گی اور اس کی جنس میں نقاب بھی شامل ہے۔ آپؐ کے زمانے میں عورتیں نقاب کرتی تھیں' کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے اور نہ ہی دستانے پہنے' جیسا کہ عورتوں کو جلباب کا حکم اس لیے دیا گیا کہ وہ پہچانی نہ جائیں تو اس سے مراد چہرے کا چھپانا ہے' یعنی نقاب سے چہرے کا چھپانا' یہی وجہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اس زینت میں شامل ہیں کہ جس کو اجنبی مردوں کے سامنے عورت کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔''

البتہ یہ فقہاء ضرورت کے تحت عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت دیتے ہیں۔

۶) صالح بن فوزان لکھتے ہیں:

والمرأة کلھا عورة لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم والمرأة عورة رواہ الترمذی ...... ھذہ النصوص وماجاء بمعناھا من الکتاب والسنة وھی کثیرة شھیرة تدل علی ان المرأة کلھا عورة امام الرجال الاجانب لا یجوز ان یظھر من بدنھا شی ء بحضرتھم فی الصلاة وغیرھا اما اذا صلت فی مکان خال من الرجال الاجانب فانھا تکشف وجھھا فی الصلاة فھو لیس بعورة فی الصلاة(۱۹۵)

''اور عورت کا سارا جسم ستر ہے' اس کی دلیل ترمذی کی روایت ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے...... یہ اور اسی طرح کی دوسری نصوص سے جو کہ کثرت سے قرآن وسنت

میں وارد ہوئی ہیں' اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ نماز کی حالت ہو یا غیر نماز کی دونوں صورتوں میں عورت کے جسم کا کوئی حصہ مردوں کے سامنے ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اگر عورت کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہی ہو جہاں اجنبی مرد نہ ہوں تو وہ نماز میں اپنا چہرہ کھول سکتی ہے' کیونکہ نماز میں عورت کا چہرہ ستر میں شامل نہیں ہے۔''

نماز میں عورت کا ستر

حنابلہ کے نزدیک نماز میں چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ جمہور حنابلہ نے امام احمد کے چہرے کے ستر میں داخل نہ ہونے والے قول کی یہی تشریح کی ہے کہ امام احمد نے اپنے اس قول میں اس ستر کو بیان کیا ہے جو کہ عورت نماز کی حالت میں اختیار کرے گی۔

۱) امام بہوتی فرماتے ہیں:

و (کل الحرۃ) البالغۃ (عورۃ الا وجھھا) فلیس عورۃ فی الصلاۃ(۱۹۶)

''اور ہر بالغ آزاد عورت کا سارا جسم' سوائے چہرے کے' ستر میں داخل ہے' چہرہ نماز کی حالت میں عورت کا ستر نہیں ہے''۔

۲) علامہ ابن مفلح حنبلی لکھتے ہیں:

(والحرۃ) البالغۃ (کلھا عورۃ) حتٰی ظفرھا نص علیہ ذکر ابن ھبیرۃ انہ المشھور ...... (الا الوجہ) لا خلاف فی المذھب انہ یجوز للمرأۃ الحرۃ کشف وجھھا فی الصلاۃ ذکرہ فی المغنی وغیرہ وقد أطلق أحمد القول بان جمیعھا عورۃ وھو محمول علی ما عدا الوجہ أو علی غیر الصلاۃ (۱۹۷)

''آزاد عورت تمام کی تمام ستر میں داخل ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی' ابن ہبیرہ نے اس رائے کو مشہور کہا ہے...... سوائے چہرے کے۔ اور امام احمد کے مذہب میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورت کے لیے نماز کی حالت میں اپنا چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے' جیسا کہ مغنی وغیرہ میں موجود ہے۔ اور امام احمد سے مطلقاً یہ قول بھی روایت کیا گیا ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ اس قول سے مراد یا تو چہرے کے علاوہ سارا جسم ہے یا پھر یہاں نماز سے باہر کی حالت کا ذکر ہو رہا ہے''۔

۳) علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

قد ثبت بالنص والاجماع انه لیس علیها فی الصلاۃ ان تلبس الجلباب الذی یسترها اذا کانت فی بیتها وانما ذلک اذا خرجت وحینئذ فتصلی فی بیتها وان لوی وجهها ویداها وقدماها کما کن یمشین اوّلا قبل الامر بادناء الجلابیب علیهن فلیست العورۃ فی الصلاۃ مرتبطۃ بعورۃ النظر (۱۹۸)

''نص صریح اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ نماز میں عورت کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت گھر میں جلباب اس طرح اوڑھے کہ اپنے آپ کو چھپا لے۔ جلباب کا حکم تو اُس وقت ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے گی۔ پس وہ گھر ہی میں نماز پڑھے گی چاہے اس کا چہرہ' دونوں ہاتھ یا پاؤں ظاہر کیوں نہ ہوں' جیسا کہ عورتیں اپنے اوپر جلباب کے لٹکانے کے حکم کے نزول سے پہلے (گھر سے باہر) چلتی تھیں۔ پس نماز کا ستر اور نظر کا ستر ایک نہیں ہے۔''

۴) الشیخ مرعی بن یوسف المقدسی الحنبلی لکھتے ہیں:

والحرۃ البالغۃ کلها عورۃ فی الصلاۃ الاوجهها(۱۹۹)

''اور نماز میں بالغ عورت کا سارا جسم سوائے چہرے کے ستر ہے''۔

۵) علامہ ابن ضویانی حنبلی لکھتے ہیں:

والحرۃ البالغۃ کلها عورۃ فی الصلاۃ الاوجهها لما تقدم ولحدیث المرأۃ عورۃ رواہ الترمذی(۲۰۰)

''اور نماز میں بالغ عورت کا سارا جسم سوائے چہرے کے ستر ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور اس کی دلیل ترمذی کی یہ روایت ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے''۔

۶) سلیمان بن عبداللہ اباالخیل اور خالد بن علی المشیقع لکھتے ہیں:

فالعورۃ فی الصلاۃ علی المشهور من مذهب الحنابلۃ تقسم الی ثلاثۃ اقسام: مغلظۃ ومخففۃ ومتوسطۃ ...... والمغلظۃ عورۃ الحرۃ البالغۃ فکلها عورۃ الا وجهها فانه لیس عورۃ فی الصلاۃ وان کان عورۃ فی النظر (۲۰۱)

''حنابلہ کے مشہور مذہب کے مطابق نماز میں ستر کی تین قسمیں ہیں: مغلظہ' مخففہ اور متوسطہ...... مغلظہ آزاد بالغ عورت کا ستر ہے۔ پس اس کا ستر سارا جسم ہے سوائے

چہرے کے' کیونکہ عورت کا چہرہ نماز میں ستر نہیں ہے اگرچہ دیکھنے کے اعتبار سے ستر ہے''۔

خلاصۂ کلام یہ کہ امام احمد سے عورت کے ستر کے بارے میں دو روایات مروی ہیں' ایک یہ ہے کہ عورت کا چہرہ حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ دوسرا قول یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے۔ دونوں اقوال میں تطبیق یہ ہے کہ پہلا قول عورت کے اس ستر کے بارے میں ہے جو کہ وہ اجنبی مرد کے سامنے اختیار کرے گی' جبکہ دوسرا قول نماز میں عورت کے ستر کے بارے میں ہے۔ حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے' جیسا کہ مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہو رہا ہے۔ دَورِ حاضر کے سعودی علماء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

شوافع اور چہرے کا پردہ

چہرے کے پردے کے بارے میں شوافع کا مسلک تقریباً وہی ہے جو کہ مالکیہ کا ہے۔ بعض شوافع یہ کہتے ہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ امام شافعی سے بھی یہی قول مروی ہے' لیکن وہ فتنے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم قرار دیتے ہیں۔ البتہ جمہور شوافع کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے اور چہرے کے چھپانے کا فتنے کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے' بلکہ عورت ہر حال میں اپنا چہرہ اجنبی مردوں سے چھپا کر رکھے گی۔

چہرے کے پردے کا وجوب فتنے کے سبب سے

بعض شوافع عورت کے چہرے کو ستر میں شمار نہیں کرتے لیکن فتنے کی وجہ سے چہرے کے پردے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

۱) امام تقی الدین الحسنی الشافعی فرماتے ہیں:

ويكره ان يصلى فى ثوب فيه صورة وتمثيل والمرأة متنقبة الا ان تكون فى مسجد وهناك اجانب لا يحترزون عن النظر فان خيف من النظر اليها يجر الى الفساد حرم عليها رفع النقاب وهذا كثير فى مواضع الزيارة كبيت المقدس (۲۰۲)

''ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں تصاویر ہوں' مکروہ ہے' اسی طرح عورت کا

نقاب پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے' سوائے اس کے کہ عورت کسی مسجد میں ہو اور وہاں کچھ اجنبی بھی ہوں جو کہ بدنظری سے احتیاط نہ کرتے ہوں۔ اگر ایسے حالات میں عورت کی طرف دیکھنے سے اس بات کا اندیشہ موجود ہو کہ فساد پھیلے گا تو عورت کے لیے نماز کی حالت میں بھی نقاب اتارنا حرام ہوگا۔ اور ایسا ماحول عام طور پر زیارت کے مقامات مثلاً بیت المقدس وغیرہ میں پایا جاتا ہے''۔

۲) امام شافعی حالت احرام میں عورت کے چہرے کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

ویکون للمرأة اذا کانت بارزة ترید الستر من الناس تدنی جلبابها او بعض خمارها او غیر ذلك من ثیابها من فوق رأسها وتجافیه عن وجهها حتی تغطی وجهها متجافیا کالستر علی وجهها ولا یکون لها ان تنتقب اخبرنا سعید بن سالم عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس قال تدلی علیها من جلبابها ولا تضرب به ...... اخبرنا سعید بن سالم عن ابن جریج عن ابن طاؤس عن ابیه قال تسدل المرأة المحرمة ثوبها علی وجهها ولا تنتقب(۲۰۳)

''اور جب عورت (حالتِ احرام میں) باہر ہوگی اور لوگوں سے پردہ کرنا چاہے گی تو اپنی چادر یا اس کا بعض حصہ یا اس کے علاوہ اپنے کپڑوں کا کوئی حصہ اپنے سر پر ڈال دے گی اور اسے اپنے چہرے سے الگ رکھے گی اور اپنے چہرے کو اس طرح ڈھانپے گی کہ کپڑا جسم سے الگ رہے' جیسا کہ چہرے کے آگے کوئی پردہ ڈال دیا جائے۔ اور اس کے لیے نقاب کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس کے بعد اس موقف کے ثبوت کے لیے امام شافعی نے دو روایات بیان کی ہیں) ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی' وہ ابن جریج سے' وہ عطاء سے' وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عورت اپنے اوپر اپنی چادر کو لٹکا لے گی اور اس کو لپیٹے گی نہیں ...... ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی' وہ ابن جریج سے' وہ ابن طاؤس سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حالت احرام میں عورت اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکائے گی اور نقاب نہیں پہنے گی۔''

۳) الشیخ عبدالحمید الشروانی میت عورت کے کفن کی بحث کے بارے میں لکھتے ہیں:

فیجب علی المرأة ما یستر بدنها الا وجهها وکفیها حرة کانت او أمة

ووجوب سترهما فی الحیاۃ لیس لکونهما عورۃ بل لکون النظر الیهما یوقع فی الفتنۃ غالبا(۲۰۴)

''عورت کے (کفن کے لیے) اتنا کپڑا ہونا ضروری ہے جو کہ اس کے جسم کو چھپا لے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' چاہے وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو۔ اور زندگی میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کا ڈھانپنا اس وجہ سے واجب نہیں ہے کہ یہ عورت کا ستر ہیں' بلکہ اس لیے ان کو ڈھانپنا واجب ہے کہ اکثر اوقات ان کی طرف نظر فتنے کا باعث بنتی ہے''۔

۴) الشیخ احمد بن قاسم العبادی میت عورت کے کفن کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فیجب ما ستر من الأنثی ولو رقیقۃ ما عدا الوجه والکفین۔ ووجوب سترهمافی الحیاۃ لیس لکونهما عورۃ بل لخوف الفتنۃ غالبا(۲۰۵)

''عورت کے لیے اتنا کپڑا ضروری ہے جو کہ اس کے جسم کو ڈھانپ دے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' چاہے وہ عورت لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔ اور زندگی میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کا ڈھانپنا اس لیے واجب نہیں کہ یہ ستر ہے' بلکہ یہ اس لیے واجب ہے کہ اکثر اوقات اس سے فتنے کا ڈر رہتا ہے''۔

چہرے کے پردے کا وجوب ستر کے سبب سے

جمہور شوافع کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے' لہٰذا عورت کے لیے اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔

۱) علامہ عبدالرحمٰن محمود مضای فرماتے ہیں:

لها اربع عورات فی الصلاۃ جمیع بدنها سوی الوجه والکفین الی الکوعین وبالنسبۃ للرجال الاجانب جمیع بدنها(۲۰۶)

''عورت کے چار ستر ہیں۔ نماز میں اس کا تمام جسم ستر ہے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے' اور اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے''۔

۲) علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں کئی جگہ چہرے کے پردے کا اثبات کیا ہے اور چہرے کو عورت کے ستر میں شمار کیا ہے۔ ابن حجر بخاری کی ایک روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وفیہ وجوب احتجاب المرأة من الرجال الأجانب(۲۰۷)

''یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے''۔

ایک اور جگہ ایک روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

فاختمرن ای غطین وجوھھن(۲۰۸)

''فاختمرن کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں''۔

۳)امام غزالی لکھتے ہیں:

لسنا نقول ان وجہ الرجل فی حقھا عورة کوجہ المرأة فی حقہ(۲۰۹)

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ بھی عورت کے لیے اسی طرح ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے۔''

۴)امام محمد نووی بن عمر التناری لکھتے ہیں:

والحرة لھا اربع عورات ...... ورابعھا جمیع بدنھا حتی قلامة ظفرھا وھی عورتھا عند الرجال الاجانب فیحرم علی الرجل الاجنبی النظر الی شیء من ذلك ویجب علی المرأة ستر ذلك عنہ(۲۱۰)

''اور آزاد عورت کے لیے چار ستر ہیں...... چوتھی قسم یہ ہے کہ عورت کا سارا جسم ستر ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن کے تراشے بھی۔ یہ عورت کا وہ ستر ہے جو کہ اجنبی مردوں کے سامنے ہے۔ اجنبی مرد کے لیے عورت کے جسم کے کسی حصے کی طرف دیکھنا حرام ہے اور عورت کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ اپنے سارے جسم کو ڈھانپ کر رکھے''۔

۵)الشیخ سلیمان البجیرمی لکھتے ہیں:

(وعورة الحرة) ای فی الصلاة اما عورتھا خارج الصلاة بالنسبة لنظر الاجنبی الیھا فھی جمیع بدنھا حتی الوجہ والکفین ولو عند امن الفتنة ولو رقیقة فیحرم علی الاجنبی ان ینظر الی شئ من بدنھا ولو قلامة ظفر منفصلا منھا(۲۱۱)

''اور آزاد عورت کا نماز میں ستر۔ نماز سے باہر اجنبی مرد کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ چہرہ اور دونوں ہاتھ بھی اس میں شامل ہیں (عورت اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپائے گی) چاہے فتنے کا ڈر نہ بھی ہو۔ یا کسی آزاد عورت کو غلام بنا لیا گیا ہو

(پھر بھی اس کا ستر یہی ہے) پس اجنبی کے لیے حرام ہے کہ وہ اس کے بدن کے کسی حصے کو دیکھے چاہے یہ ایسے ناخن کا تراشا ہی کیوں نہ ہو جو کہ جسم سے جدا ہو گیا ہو''۔

خلاصہ کلام یہ کہ شوافع کا موقف مالکیہ سے ملتا جلتا ہے۔ بعض شوافع عورت کے چہرے کو ستر میں داخل کرتے ہیں اور نصاً چہرے کے پردے کے قائل ہیں۔ جبکہ بعض شوافع عورت کے چہرے کو ستر میں داخل نہیں کرتے لیکن سدًا للذریعة یعنی فتنے کے خوف سے چہرے کے پردے کے وجوب کے قائل ہیں۔

چہرے کے پردے پر تمام مسلمان علماء کا اتفاق

چہرے کے پردے کے بارے میں فقہاء کے حوالے سے ہم نے جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک اجنبی یا نامحرم کے سامنے چہرے کا پردہ فتنے کی وجہ سے واجب ہوگا (یہ فقہاء ضرورت کے تحت عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت دیتے ہیں) اور بعض کے نزدیک فتنے کا اندیشہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہوگا۔ ان دونوں نتائج کو اگر ملایا جائے تو ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ تمام فقہاء کے نزدیک' سوائے قاضی عیاض کے' فتنے کی موجودگی میں چہرے کا پردہ لازم ہے۔ یہی وہ نتیجہ ہے جسے بعض جلیل القدر علماء نے اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے چند علماء کی عبارات ہم نقل کیے دیتے ہیں:

۱) علامہ شمس الحق عظیم آبادی آیت ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا'' اور ''حدیث اسماء'' کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اما عند خوف الفتنة فظاهر اطلاق الآية والحديث عدم اشتراط الحاجة ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء ان يخرجن سافرات لا سيما عند كثرة الفساق قاله ابن ارسلان[۲۱۲]

''جہاں تک فتنے کے ڈر کا تعلق ہے تو ظاہراً آیت اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کی شرط نہ لگائی جائے۔ جبکہ آیت اور حدیث کے اطلاق کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فاسق لوگوں کی کثرت ہو جائے' جیسا کہ ابن ارسلان نے کہا ہے۔''

۲) شیخ خلیل احمد سہارنپوری آیت ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا'' اور ''حدیث اسماء'' کی تشریح

میں لکھتے ہیں:

والمراد ان المرأة اذا بلغت لا يجوز لها ان تظهر للأجانب الا ما تحتاج الى اظهار للحاجة الى معاملة او شهادة الا الوجه والكفين وهذا عند أمن الفتنة واما عند الخوف من الفتنة فلا ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء ان يخرجن سافرات الوجوه لا سيما عند كثرة الفساد وظهوره(۲۱۳)

''حدیث سے مراد یہ ہے کہ جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ جسم کے کسی حصے کو سوائے کسی معاملے میں ضرورت پڑنے یا گواہی دینے کے' ظاہر کرے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو' جہاں فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو وہاں یہ اجازت نہیں ہے۔ اور اس حدیث کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فتنہ وفساد بڑھ گیا ہو''۔

۳) امام شوکانی ''حدیث اسماء'' کی تشریح میں ابن ارسلان کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اما عند خوف الفتنة فظاهر اطلاق الآية والحديث عدم اشتراط الحاجة ويدل على تقييده بالحاجة اتفاق المسلمين على منع النساء ان يخرجن سافرات الوجوه لا سيما عند كثرة الفساق

''جہاں تک فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو آیت اور حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مطلق ہیں اور ان کو ضرورت کی شرط کے ساتھ مقید نہ کیا جائے۔ جبکہ آیت اور حدیث کو ضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کو کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جبکہ فاسق لوگوں کی کثرت ہو جائے''۔

۴) ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں ابن المنذر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

اجمعوا على ان المرأة تلبس المخيط كله' والخفاف ' وان لها ان تغطى رأسها' وتستر شعرها الاوجهها فتسدل عليه الثوب سدلا

خفیفا تستتر به عن نظر الرجال (٢١٤)

''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت (حالت احرام میں) تمام کپڑے سلے ہوئے پہنے گی اور موزے بھی پہنے گی اور اپنے سر کو ڈھانپے گی اور بالوں کو چھپائے گی سوائے چہرے کے' چہرے پر ہلکا سا کپڑا لٹکا لے گی تا کہ مردوں کی نظروں سے اس کے ذریعے بچ سکے۔''

۵) ابن قدامہ حنبلی حالت احرام میں عورت کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فاما اذا احتاجت الی ستر وجهها لمرور الرجال قريبا منها فانها تسدل الثوب من فوق رأسها علی وجهها ولا نعلم فيه خلافا (٢١٥)

''پس جب عورت مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ضرورت محسوس کرے گی تو اپنے سر سے کپڑا اپنے چہرے پر لٹکا لے گی اور ہمارے علم کی حد تک اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے''۔

٦) ابن قدامہ المقدسی حالت احرام میں عورت کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فان احتاجت الی ستر وجهها لمرور الرجال قريبا منها فانها تسدل الثوب فوق رأسها علی وجهها۔ روی ذلك عن عثمان وعائشة وبه قال عطاء ومالك والثوری والشافعی واسحاق و محمد بن الحسن ولا نعلم فيه خلافا (٢١٦)

''اگر عورت مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ضرورت محسوس کرے گی تو اپنا کپڑا سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لے گی۔ یہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اور عطاء' امام مالک' ثوری' امام شافعی' اسحاق اور امام محمد کا بھی یہی مذہب ہے اور ہمارے علم کی حد تک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

پس ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت یا فتنے کی موجودگی میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔ اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تواترِ عملی اور چہرے کا پردہ

چہرے کا پردہ اللہ کے رسول ﷺ کے دَور سے لے کر ہم تک (عصرِ حاضر تک) تواترِ عملی کے ساتھ بھی ثابت ہے۔ ہمارے زیرِ نظر مضمون میں جابجا قرآن و حدیث' آثارِ صحابہ و

تابعین اور فقہاء ومفسرین کی آراء موجود ہیں کہ ہر دَور میں اُمت مسلمہ میں چہرے کا پردہ رائج رہا ہے۔ احادیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چہرے کا پردہ رسول اللہ ﷺ کے دَور میں تھا۔ جبکہ آثار صحابہ وتابعین اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ صحابہ وتابعین کے دور میں بھی عورتیں اپنا چہرہ چھپاتی تھیں۔ گویا خیر القرون میں چہرے کا پردہ دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے تقریباً ہر صدی کے حوالے سے بعض مفسرین اور فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے دَور میں بھی چہرے کا پردہ رائج تھا۔ اگر اس کے باوجود کوئی شخص اس بات پر مصر ہو کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے ثابت نہیں ہے تو اس کے لیے ہم چند جلیل القدر ائمہ کی آراء نقل کر دیتے ہیں کہ جنہوں نے صریحاً یہ لکھا ہے کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے ثابت ہے۔

۱) **امام غزالی کی رائے** :امام غزالی عورتوں کے مَردوں کی طرف دیکھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ اس کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

لسنا نقول ان وجه الرجل فی حقها عورة کوجه المرأة فی حقه بل هو کوجه الامرد فی حق الرجل فیحرم النظر عند خوف الفتنة فقط وان لم تکن فتنة فلا ' اذ لم تزل الرجال علی ممر الزمان مکشوفی الوجوه والنساء یخرجن منتقبات فلو استووا لامر الرجال بالتنقب او منعن من الخروج(۲۱۷)

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے' بلکہ مرد کا چہرہ (عورت کے لیے) ایسا ہی ہے جیسا کہ نابالغ بچے کا چہرہ مرد کے لیے ہے۔ یعنی اگر فتنے کا اندیشہ ہوگا تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہوگا اور اگر فتنہ نہ ہو تو پھر دیکھنا جائز ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہ بات چلی آ رہی ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں' جبکہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ اگر مرد بھی اس مسئلے میں عورتوں کے برابر ہوتے تو ان کو نقاب پہننے کا حکم دیا جاتا یا عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کر دیا جاتا''۔

۲) **ابن حجر عسقلانی کی رائے** :ابن حجر عسقلانی بھی عورتوں کے مردوں کی طرف دیکھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویقوی الجواز استمرار العمل علی جواز خروج النساء الی المساجد والاسواق والاسفار منتقبات لئلا یراھن الرجال ولم یؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا یراھم النساء فدل علی تغایر الحکم بین الطائفتین(۲۱۸)

''اورعورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے جواز کو اس دلیل سے بھی تقویت ملتی ہے کہ شروع سے یہ عمل چلا آرہا ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد' بازار اور سفر کی حالت میں نقاب پہن کر باہر نکلنے کا جواز ہے' جبکہ مردوں کو کبھی بھی نقاب کا حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں انہیں نہ دیکھ سکیں۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد اور عورتوں کا حکم اس مسئلے میں مختلف ہے''۔

۳) **امام شوکانی کی رائے**: امام شوکانی عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے مسئلے کے تحت ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال ویؤید الجواز استمرار العمل علی جواز خروج النساء الی المساجد والاسواق والاسفار منتقبات لئلا یراھن الرجال ولم یؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا یراھم النساء فدل علی مغایرۃ الحکم بین الطائفتین وبھذا احتج الغزالی(۲۱۹)

''ابن حجر نے کہا ہے کہ عورت کا مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے اور اس مسئلہ کی تائید اِس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تواترِ عملی سے یہ ثابت ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد' بازار اور سفر کی حالت میں نقاب پہن کر باہر نکلنے کا جواز ہے' تاکہ مرد اُن کو نہ دیکھ سکیں' جبکہ مردوں کو کبھی بھی نقاب پہننے کا حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں ان کو نہ دیکھ سکیں۔ پس یہ تواترِ عملی اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں گروہوں کا حکم مختلف ہے۔ اسی سے امام غزالی نے بھی دلیل پکڑی ہے۔''

پس تواترِ عملی سے یہ ثابت ہوا کہ ہر دَور میں مسلمان عورتیں نقاب پہن کر گھر سے باہر نکلتی تھیں' جیسا کہ آج کل کے دَور میں بھی مذہبی گھرانوں سے تعلق رکھنے والی عورتیں اس کا اہتمام کرتی ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آج کل کے زمانے میں چونکہ اکثر عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتیں لہٰذا تواترِ عملی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے' ان کی خدمت میں ہماری مؤدبانہ گزارش یہی ہے کہ تواترِ عملی کے صرف دعووں سے تواترِ عملی ثابت نہیں ہوتا' سب سے پہلے وہ کسی نص صریح سے صرف اتنا تو ثابت کر دیں

کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں ۔ جب ایک عمل کی ابتدا ہی ثابت نہ ہو تو انتہا کو دیکھتے ہوئے کیسے یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہ کرنا تواترِ عملی سے ثابت ہے؟ رہیں وہ احادیث جن سے احتمال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں' تو ان پر ہم مفصل گفتگو کر چکے ہیں ۔ اور آج کل کے بگڑے ہوئے اور بے عمل معاشروں سے تواترِ عملی کی دلیل پکڑنا اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج کے دور تک ہر زمانے میں عملاً کسی مسئلے کو ثابت نہ کر دیا جائے ۔

خلاصۂ کلام

چہرے کے پردے کے حوالے سے ہم نے پانچ قسم کے دلائل کا تذکرہ کیا ہے ۔ دلائل کی پہلی قسم قرآنی دلائل پر مشتمل ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کے چار مقامات ایسے ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہے ۔ دو مقامات سورۃ النور میں ہیں اور دو مقامات سورۃ الاحزاب میں ہیں ۔ دوسری قسم کے دلائل میں اُن احادیثِ مبارکہ کو بیان کیا گیا ہے جو کہ دراصل مذکورہ بالا قرآنی آیات کے مفہوم کو متعین کر رہی ہیں ۔ احادیث کے عنوان کے تحت ہم نے بیس ایسی احادیث کو بیان کیا ہے جو کہ قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کے علاوہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں حجاب کے بارے میں صحابیات کے طرزِ عمل کی نشان دہی کر رہی ہیں کہ ان آیات سے انہوں نے کیا سمجھا تھا ۔ علاوہ ازیں ہم نے اسی بحث کے تحت ان اشکالات کا بھی جامع و مانع جواب دیا ہے جو بعض احادیث کے حوالے سے منکرین حجاب نے پیدا کیے ہیں ۔

تیسری قسم کے دلائل میں اقوالِ صحابہؓ و تابعین کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ صحابہؓ اور تابعین نے پردے کے بارے میں قرآنی آیات کا کیا مفہوم سمجھا ہے ۔

چوتھی قسم کے دلائل میں ہم نے مذاہب اربعہ کی روشنی میں چہرے کے پردے کو بیان کیا ہے جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک چہرے کا پردہ شرعاً واجب ہے اور بعض کے نزدیک سدًا للذریعة واجب ہے ۔ آخری اور پانچویں قسم کے دلائل میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ چہرے کا پردہ تواترِ عملی سے بھی ثابت ہے ۔

ان پانچ قسم کے دلائل کی روشنی میں ہم نے مثبت انداز میں اپنا ایک موقف بیان کر دیا

ہے۔ ہمارا مضمون یہاں پر ختم ہو رہا ہے۔ اب ہم اگلی قسط میں ان اعتراضات اور اشکالات کا شرعی دلائل کی روشنی میں جائزہ لیں گے جو کہ ہمیں اس مضمون کی اشاعت کے دوران موصول ہوئے۔

حواشی

١٨٧) احکام النساء' امام احمد بن حنبل' ص ٦۔
١٨٨) احکام النساء' امام احمد بن حنبل' ص ٥۔
١٨٩) مجموع الفتاویٰ' شیخ الاسلام ابن تیمیہ' جلد٢٢' ص ١٠٩'١١٠۔
١٩٠) زاد المسیر' علامہ ابن جوزی' جلد٦' ص ٣١'٣٢' المکتب الاسلامی دولۃ نظر۔
١٩١) کشاف القناع' امام منصور بن یونس البہوتی' جلد١' ص ٣٠٩' مطبعۃ الحکومۃ' مکہ۔
١٩٢) فتاویٰ ابن تیمیہ' علامہ ابن تیمیہ' جلد١٥' ص ٤٤٨۔
١٩٣) فتاویٰ ابن تیمیہ' علامہ ابن تیمیہ' جلد١٥' ص ٣٧١'٣٧٢۔
١٩٤) فتاویٰ ابن تیمیہ' علامہ ابن تیمیہ' جلد٢٢' ص ١١٠'١١١۔
١٩٥) الملخص الفقہی' الشیخ صالح بن فوزان' جلد١' ص ٤٢'٤٣۔
١٩٦) الروض المربع' منصور بن ادریس البہوتی' جلد١' ص ٦٥۔
١٩٧) المبدع' ابن مفلح حنبلی' جلد١' ص ٣٦٢'٣٦٣' المکتب الاسلامی۔
١٩٨) فتاویٰ ابن تیمیہ' علامہ ابن تیمیہ' جلد٢٢' ص ١١٥۔
١٩٩) دلیل الطالب لنیل المطالب' الشیخ مرعی بن یوسف المقدسی الحنبلی' ص ٨۔
٢٠٠) منار السبیل فی شرح الدلیل' ابن ضویان حنبلی' جلد١' ص ٤٨۔
٢٠١) الشرح الممتع علی زاد المتقنع الدکتور سلیمان بن عبداللہ ابالخیل والدکتور خالد بن علی المشیقع' جلد٢' ص ٧٦۔
٢٠٢) کفایۃ الاخیار فی حل غایۃ الاختصار' امام تقی الدین الحسنی' جلد١' ص ١٨١' ادارۃ احیاء التراث الاسلامی' دولۃ قطر۔
٢٠٣) کتاب الام' امام شافعی' جلد٢' ص ١٢٧' دار الشعب۔
٢٠٤) حاشیۃ الشروانی علی تحفۃ المحتاج' الشیخ عبدالحمید الشروانی' جلد٣' ص ١١٥۔
٢٠٥) حاشیۃ ابن قاسم العبادی علی تحفۃ المحتاج' الشیخ احمد بن قاسم العبادی' جلد٣' ص ١١٥۔
٢٠٦) علامہ عبدالرحمن محمود مضای العلونی' النفحات الصمدیۃ علی مذہب الامام الشافعی' جلد١' ص ٩٧' مطبعۃ المدنی' مصر۔
٢٠٧) فتح الباری شرح صحیح بخاری' کتاب النکاح' باب لبن الفحل۔
٢٠٨) فتح الباری شرح صحیح بخاری' کتاب تفسیر القرآن' باب ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔

(باقی صفحہ 63 پر)